عقیدہ آخرت

مفہوم

اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ایک اہم عقیدہ آخرت پر ایمان لانا ہے۔ آخرت پر ایمان لانے کا مقصد یہ ہے کہ یہ یقین رکھا جائے کہ:

1۔ ایک دن اللہ تعالیٰ اس کائنات اور اس کی ساری مخلوق کو ختم کر دے گا۔ اور اس دن کا نام قیامت ہے۔

2۔ پھر دوبارہ سب کو زندہ کر کے ایک میدان میں جمع کرے گا اور اس کا نام حشر ہے۔

3۔ تمام انسانوں نے دنیا میں جو اعمال کیے ہوں گے ان کا مکمل رکارڈ اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش کیا جائے گا۔

4۔ اللہ تعالیٰ ہر شخص کے نیک اور برے اعمال کا وزن کریں گے، پھر جس کے نیک اعمال بُرے اعمال سے زیادہ ہوں گے اسے اللہ تعالیٰ معاف فرمائے گا، اور جس کے برے اعمال نیک اعمال سے زیادہ ہوں گے اس کو سزا دی جائے گی۔

5۔ جن لوگوں کی بخشش ہو جائے گی انہیں جنت میں بھیجا جائے گا۔ جو نعمتوں اور راحتوں کی جگہ ہے، اور جن لوگوں کو سزا دی جائے گی انہیں دوزخ میں بھیجا جائے گا، جو تکلیفوں اور مصیبتوں کی جگہ ہے۔

عقیدہ آخرت کی اہمیت

آخرت پر ایمان کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ہر پیغمبر نے توحید اور رسالت کے ساتھ آخرت کے عقیدے کی دعوت دی ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کو تبلیغ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: أَنْ لَا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ ۖ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ أَلِيمٍ[1]

"کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ مجھے تمہاری نسبت دردناک دن کے عذاب کا خوف ہے"

حضرت ابراہیمؑ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہوئے فرماتے ہیں: وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ ۝۸۷ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ۝۸۸ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ۝۸۹[2]

"(یارب!) جس دن لوگ اٹھا کر کھڑے کیے جائیں گے مجھے رسوا نہ کرنا، جس دن نہ مال ہی کچھ فائدہ دے سکے گا اور نہ اولاد۔ ہاں جو شخص خدا کے پاس پاک دل لے کر آیا (وہ بچ جائے گا)"

حضور اکرم ﷺ کی طرف یہ وحی کی گئی:

وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ ۖ ثُمَّ تُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ۔[3] "اور اس دن سے ڈرو جب تم خدا کے حضور میں لوٹ کر جاؤ گے اور ہر شخص اپنے اعمال کا پورا پورا بدلہ پائے گا۔ اور کسی کا کچھ نقصان نہ ہو گا"

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝۷ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝۸[4]

---

[1] ھود: 26

[2] الشعراء: 87-89

[3] البقرہ: 281

[4] الزلزال: 7-8

"تو جس نے ذرہ برابر بھی نیکی کی ہو گی وہ اسے دیکھے گا اور جس نے ذرہ برابر بھی برائی کی ہو گی وہ اسے دیکھے گا"

انسانی عقل کا تقاضا

1۔ انسانی عقل کا تقاضا بھی یہی ہے کہ ایک ایسا دن ہونا چاہیے جس میں اللہ تعالیٰ کی صفات ظاہر ظہور نظر آئیں، مثلاً: اللہ تعالیٰ کی عدالت والی صفت، رحمت والی صفت، قدر دانی والی صفت، حاکمیت والی صفت، ستر پوشی والی صفت، مغفرت والی صفت وغیرہ، لیکن اگر قیامت نہ آئے اور انسان کو اس کے اعمال کی جزا و سزا نہ ملے تو پھر خدا کے بارے میں ان صفات کا دعویٰ بے بنیاد ہو گا، جس کی کچھ بھی اہمیت نہیں ہو گی۔

2۔ ہم روزانہ کی زندگی میں یہ مشاہدہ کرتے ہیں کہ کتنے ظالم ظلم کرتے ہیں اور عیش و عشرت کی زندگی گزارتے ہیں، انہیں ان کے ظلم کی کوئی سزا نہیں ملتی۔ اس لیے کہ وہ خود قانون ساز اداروں میں بیٹھے ہوتے ہیں اور ایسی قانون سازی کر لیتے ہیں کہ انھیں پکڑا نہ جا سکے۔ یا وہ اتنے بااثر ہوتے ہیں کہ ان کے خلاف کوئی مقدمہ دائر نہیں کر سکتا یا ان کے خلاف گواہی نہیں دے سکتا۔ بالفرض اگر ان کے خلاف کسی عدالت میں مقدمہ دائر بھی کیا جائے تو بڑی بڑی فیسز ادا کر کے ایسے وکیل کر لیتے ہیں جو سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ ثابت کر لیتے ہیں۔ اس طرح وہ اپنے جرائم کی سزا سے بچ نکلتے ہیں۔ اگر وہ کسی مقدمہ میں پھنس بھی جائیں تو پھر سیاسی یا مالی رشوت کا سہارا لے کر آزاد ہو جاتے ہیں۔ اور کچھ نیک و شریف انسان نیکیاں کرتے رہتے ہیں، لیکن دنیا میں انہیں کچھ بھی بدلہ نہیں ملتا۔ آخر کوئی تو دن ایسا ہونا چاہیے جس میں ظالم اور مظلوم اور نیک و بد کو اس کے اعمال کی جزا یا سزا مل سکے۔

3۔ اس کے علاوہ یہ بھی انسانی فطرت ہے کہ جب کسی انسان کو کوئی کام کرنے کا کہا جاتا ہے تو فطری طور پر اس کے ذہن میں یہ سوال ابھرتا ہے کہ اس کام کے کرنے میں کیا فائدہ اور نہ کرنے میں کیا نقصان ہے؟ کیوں کہ جس کام کے کرنے میں کوئی فائدہ نہ ہو اور نہ کرنے میں کوئی نقصان نہ ہو تو لوگ اسے فضول اور بے نتیجہ سمجھ کر چھوڑ دیں گے۔ اس لیے اگر آخرت قائم نہ ہو تو لوگ خدا کے احکام کو فضول سمجھ کر چھوڑ دیں گے۔ اس لیے کہ ایسی صورت میں خدا کی فرمانبرداری میں کچھ فائدہ نہیں ہو گا اور نافرمانی میں کوئی نقصان بھی نہیں ہو گا۔ اور پھر ایسے خدا پر لوگ ایمان بھی کیوں لائیں گے جس کی فرمانبرداری یا نافرمانی میں کوئی بھی فائدہ یا نقصان نہ ہو؟

4۔ معاملہ صرف یہاں تک نہیں رہتا بلکہ غور کرنے سے معلوم ہو گا کہ آخرت کا اقرار یا انکار انسان کی عملی زندگی میں فیصلہ کن اثر رکھتا ہے۔ کیوں کہ جو آخرت پر ایمان رکھتا ہو گا، اعمال کی جزا و سزا کو مانتا ہو گا، وہ خدا کے احکام سے ایک قدم بھی پیچھے نہیں ہٹے گا، چاہے دنیاوی لحاظ سے اس کا کتنا ہی نقصان ہو رہا ہو، لیکن جو آخرت پر یقین نہیں رکھتا ہو گا، وہ تو صرف دنیا کا فائدہ اور نقصان مدِ نظر رکھ کر عمل کرے گا۔ وہ گناہوں سے صرف اس وقت رکے گا جس وقت اسے پکڑے جانے یا دنیاوی نقصان کا ڈر ہو گا، دوسری صورت میں گناہوں سے باز نہیں آئے گا۔ ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ دونوں کے کردار میں رات دن کا فرق ہو گا۔[5]

آخرت سے متعلق عقائد

آخرت سے متعلق تین عقیدے مشہور ہیں:

1۔ دہریہ عقیدہ

ان کا کہنا ہے کہ مرنے کے بعد انسان فنا ہو جاتا ہے، اس کے بعد دوسری کوئی زندگی نہیں ہے۔ ان کے عقیدے کو قرآن مجید نے یوں بیان کیا ہے:

---

[5] اس مضمون کا مواد سید ابو اعلیٰ مودودی کی کتاب، دینیات، مولانا صدر الدین اصلاحی کی کتاب "اسلام ایک نظر میں اور خورشید احمد کی کتاب "اسلامی نظریہ حیات" سے لیا گیا ہے۔

وَقَالُوا إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ۔[6]

"اور کہتے ہیں کہ ہماری جو دنیا کی زندگی ہے بس یہی (زندگی) ہے اور ہم (مرنے کے بعد) پھر زندہ نہیں کیے جائیں گے"

وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ[7]

"اور کہتے ہیں کہ ہماری زندگی تو صرف دنیا ہی کی ہے کہ (یہیں) مرتے اور جیتے ہیں اور ہمیں تو زمانہ کے علاوہ کوئی چیز نہیں مارتی"

وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَنَسِيَ خَلْقَهُ ۖ قَالَ مَنْ يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ[8]

"اور ہمارے بارے میں مثالیں بیان کرنے لگا اور اپنی پیدائش کو بھول گیا۔ کہنے لگا کہ (جب) ہڈیاں بوسیدہ ہو جائیں گی تو ان کو کون زندہ کرے گا"

2۔ آواگون یا تناسخ کا عقیدہ Transmigration of Soul

اس عقیدہ والوں کا کہنا ہے کہ انسان اپنے اعمال کا نتیجہ بھگتنے کے لیے بار بار اس دنیا میں جنم لے کر آتا ہے۔ اگر اس نے برے اعمال کیے ہوں گے تو دوسرے جنم میں کسی جانور مثلاً کتے، بلی، خنزیر وغیرہ کی شکل لے کر آئے گا۔ یا کوئی درخت بن کر پیدا ہو گا، یا کسی بدکردار انسان کی شکل لے کر پیدا ہو گا۔ لیکن اگر اس نے اچھے اعمال کیے ہوں گے تو دوسرے جنم میں کسی اعلیٰ درجہ پر فائز انسان کی شکل میں پیدا ہو گا۔ (یہ ہندو مذہب کے لوگوں کا عقیدہ ہے)

3۔ تمام انبیاءؑ اور اسلام کا عقیدہ (جس کا ذکر شروع میں گزر چکا ہے)

یہاں ہم تینوں عقائد کے دلائل کا جائزہ لیتے ہیں:

دہریہ عقیدہ رکھنے والوں کا کہنا ہے کہ ہم نے مرنے کے بعد کسی بھی انسان کو زندہ ہوتے نہیں دیکھا ہے، پھر کیسے مان لیں کہ مرنے کے بعد دوسری زندگی ہے؟ اس لیے مرنے کے بعد دوسری کوئی زندگی نہیں ہے۔

لیکن حقیقت میں یہ کوئی دلیل نہیں ہے، اس لیے کہ اگر کسی نے مرنے کے بعد کسی کو زندہ ہوتے نہیں دیکھا تو وہ صرف اتنا کہہ سکتا ہے کہ میں نے مرنے کے بعد کسی انسان کو زندہ ہوتے نہیں دیکھا ہے، لیکن یہ کہنا کہ مرنے کے بعد کوئی زندگی نہیں ہے اس کا اس کے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے، اگر کسی دیہاتی نے ہوائی جہاز نہیں دیکھا تو وہ یہ تو کہہ سکتا ہے کہ میں نے ہوائی جہاز نہیں دیکھا، لیکن اس کا یہ کہنا درست نہیں ہے کہ "دنیا میں کوئی ہوائی جہاز نہیں ہے، کیوں کہ میں نے نہیں دیکھا ہے" انسان کو کسی چیز کا علم نہ ہونا یہ اس کے چیز کے فی الواقع نہ ہونے کی دلیل نہیں ہے۔

دنیا میں کتنی ہی چیزیں ہیں جو نئی دریافت ہوئی ہیں، جبکہ گزرے ہوئے لوگوں کو ان کے بارے میں کچھ خبر نہ تھی، اس لیے کسی کا یہ کہنا درست نہ ہو گا کہ اس نے فلاں چیز نہیں دیکھی اس لیے اس کا کوئی وجود نہیں۔

سولہویں صدی عیسوی میں امریکہ دریافت ہوا، جس کی اگلے لوگوں کو جان کاری نہیں تھی، اس لیے اگلے لوگوں کا یہ کہنا تو درست تھا کہ کسی ایسے ملک کے بارے میں ہمیں پتہ نہیں، لیکن اگر ان کی طرف سے ایسے ملک کے وجود کا انکار کیا جاتا تو یہ قطعاً غلط ہوتا۔

اسی طرح اواگون کا نظریہ بھی سمجھ میں نہ آنے والا نظریہ ہے۔ اس لیے کہ اس نظریہ کے لحاظ سے اس وقت جتنے بھی انسان ہیں وہ اس لیے انسان ہیں کہ وہ پچھلے جنم میں حیوان تھے، جو اچھے اور نیک کام کر کے انسان بن گئے۔ اور ایک جانور جو اس وقت جانور ہے، وہ اس لیے جانور ہے کہ انسانی زندگی میں

---

[6] الانعام:29

[7] الجاثیہ:24

[8] یٰس:78

اس نے برے اعمال کیے تھے جن کی سزا میں اسے اس جنم میں جانور بنایا گیا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہا جائے کہ انسان، حیوان اور درخت سب پہلے جنم کے عمل کا نتیجہ ہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پہلے کون سی چیز تھی؟ اگر پہلے انسان تھا تو یہ ماننا پڑے گا کہ وہ اس سے پہلے حیوان یا درخت تھا، ورنہ یہ سوال ہو گا کہ انسانی شکل اسے کس عمل کے نتیجے میں ملی؟ اگر کہا جائے کہ پہلے حیوان یا درخت تھا تو ماننا پڑے گا کہ پہلے انسان تھا، ورنہ سوال ہو گا کہ حیوان یا درخت کی صورت اسے کس گناہ کے نتیجے میں ملی؟

مطلب کہ اس عقیدے کو ماننے والے مخلوقات کی ابتداء کسی بھی جنم سے قرار نہیں دے سکتے، کیوں کہ ہر جنم سے پہلے ایک جنم کا ہونا ضروری ہے۔ تا کہ بعد والے جنم کو پہلے والے جنم کے عمل کا نتیجہ قرار دیا جائے اور یہ بات عقل کے خلاف ہے۔

اب تیسرے عقیدے کو لیں، اس میں سب سے پہلے یہ بات کہی گئی ہے کہ ایک دن قیامت آئے گی، اللہ تعالیٰ اس فانی دنیا کو ختم کرے گا۔ یہ ایسی بات ہے کہ جس کے صحیح ہونے میں کچھ شک نہیں ہے۔ کیوں کہ اس دنیا میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں جتنی بھی قوتیں کام کر رہی ہیں وہ محدود ہیں۔ ایک دن ان کا ختم ہونا یقینی ہے۔ اس لیے سب سائنسدان متفق ہیں کہ سورج ایک دن ٹھنڈا اور بے نور ہو جائے گا۔ سب سیارے ایک دوسرے سے ٹکرا کر تباہ ہو جائیں گے۔

اور دوسری یہ بات کہی گئی ہے کہ انسان کو دوبارہ زندگی دی جائے گی اور یہ بات بھی کوئی ناممکن نہیں ہے، اس لیے کہ دوبارہ انسان کو پیدا کرنا ناممکن ہے تو پہلی دفعہ پیدا کرنا کیسے ممکن ہوا؟ ظاہر بات ہے کہ جس خدا نے پہلی بار انسان کو پیدا کیا وہ دوسری بار بھی انسان کو پیدا کر سکتا ہے۔

تیسری بات انسان نے جو اعمال کیے ہیں ان کا رکارڈ محفوظ ہے، حشر کے دن اس رکارڈ کو خدا کے سامنے پیش کیا جائے گا۔

یہ بھی ایک ایسی بات ہے جس کا ہونا مشکل نہیں ہے۔ اس لیے کہ مووی رکارڈنگ کے نظام نے یہ بات سمجھنے میں بہت آسان کر دی ہے۔ ایک شخص کی نقل و حرکت کو آواز سمیت رکارڈ کیا جا سکتا ہے اور پھر اسے دیکھا جا سکتا ہے، اس لیے یہ بالکل ممکن ہے کہ انسان کی زندگی کا رکارڈ ایسے طریقے سے محفوظ کیا جاتا ہو اور قیامت کے دن اسے پیش کیا جائے۔

چوتھی بات یہ کہی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ انصاف کے ساتھ نیک اور برے اعمال کا بدلہ دے گا، یہ بات بھی عقل کے خلاف ہے نہیں ہے۔ عقل بھی خود یہ چاہتی ہے کہ جن لوگوں کو نیک اور برے اعمال کی جزا و سزا دنیا میں نہیں ملی انہیں ایک دن ضرور ملنی چاہیے۔

آخری بات جنت اور دوزخ ہے۔ ان کا وجود بھی ناممکن نہیں ہے بھلا جو خدا سورج، چاند، زمین اور مریخ وغیرہ بنا سکتا ہے وہ جنت اور دوزخ کیوں نہیں بنا سکتا؟ جب خدا انصاف کرے گا تو جزا ملنے والوں کو کوئی عزت بھری اور مزیدار جگہ ضرور عطا کرے گا جس کا نام جنت ہے۔ اور سزا ملنے والوں کو کوئی ذلت اور تکلیفوں والی جگہ ضرور دے گا جس کا نام جہنم ہے۔

ان باتوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آخرت سے متعلق جتنے عقائد ہیں ان سب میں اسلامی عقیدہ صحیح اور عقل کے موافق ہے۔

ایک مسلمان پر آخرت کی زندگی کے اثرات

ایک مسلمان کی زندگی پر آخرت کے عقیدہ کے تمام گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں، ان میں سے کچھ نیچے ذکر کیے جاتے ہیں۔

1۔ نیکی سے محبت اور بدی سے نفرت

جب ایک مسلمان کا یہ ایمان بن جاتا ہے کہ اس کا ہر عمل محفوظ کیا جاتا ہے، قیامت کے دن اسے اس کے موافق سزا یا جزا ملے گی تو وہ نیکی سے محبت

کرنے لگتا ہے اور برائی سے نفرت کرنے لگتا ہے، اس طرح وہ معاشرے کا ایک بہترین فرد ثابت ہوتا ہے۔

2۔ بہادری اور شجاعت

ہمیشہ کے لیے فنا ہو جانے کا ڈر انسان کو بزدل بنا دیتا ہے، لیکن جب ایک مومن کو یہ یقین ہوتا ہے کہ دنیا کی زندگی عارضی ہے، اور آخرت کی زندگی دائمی ہے اور حق کی خاطر جان دینے سے انسان فنا نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ باقی رہنے والی منزل پا لیتا ہے، تو وہ حق کی خاطر جان قربان کرنے کے لیے تیار رہتا ہے اور ایسی صورت میں وہ زندگی سے زیادہ موت سے محبت کرتا ہے، اسی طرح اس کے دل میں بہادری اور شجاعت پیدا ہوتی ہے اور بہادری ایسی چیز ہے جو ہر باطل قوت سے ٹکرانے کا حوصلہ پیدا کرتی ہے اور ظلم اور جبر ختم کر کے اس کی جگہ پر حق کو عام کرنے کے لیے راستے کھول سکتی ہے، جس میں معاشرے کی اجتماعی بھلائی ہے۔

3.۔ صبر و برداشت

آخرت کا عقیدہ مومن میں صبر اور برداشت پیدا کرتا ہے، کیوں کہ مومن کو یہ یقین ہوتا ہے کہ حق کی خاطر جو تکلیف آئے گی اسے برداشت کرنے سے آخرت میں اس کا اجر ملے گا۔

إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔[9]

"بے شک صبر کرنے والوں کو بے حساب اجر دیا جائے گا"

اس لیے وہ ہر تکلیف کا صبر اور برداشت سے مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔

4۔ سخاوت اور فیاضی

آخرت کا عقیدہ انسان میں سخاوت اور فیاضی کا جذبہ پیدا کرتا ہے، اس لیے کہ مومن کو یہ یقین ہوتا ہے کہ فلاح کے کام میں خرچ کیے ہوئے ایک ایک روپیہ کا آخرت میں اجر ملے گا۔

وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ ۚ وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنْفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ[10]

"اور نماز ادا کرتے رہو اور زکوۃ دیتے رہو۔ اور جو بھلائی اپنے لیے آگے بھیج رکھو گے، اس کو خدا کے ہاں پالو گے۔ کچھ شک نہیں کہ خدا تمہارے سب کاموں کو دیکھ رہا ہے"

5۔ ذمہ داری کا احساس

آخرت کا عقیدہ انسان میں ذمہ داری کا احساس پیدا کرتا ہے۔ اس لیے کہ اس عقیدہ کو ماننے والے کا یہ ایمان ہوتا ہے کہ فرض میں کوتاہی پر آخرت میں جواب دینا پڑے گا۔ اس لیے وہ ذمہ داری کے احساس کی وجہ سے فرائض پورے کرتا ہے۔

كلكم راع وكلكم مسئول عن رعيته[11]

"تم میں سے ہر شخص ذمہ دار ہے اور ہر شخص سے اس کی ذمہ داری کے متعلق قیامت کے دن پوچھا جائے گا"

---

[9] الزمر: 10

[10] البقرہ: 110

[11] صحیح البخاری، کتاب النکاح، ح نمبر 7138